رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳

REGISTERED NO. A 783



مفید نہو تو قیمت واپس

حبوب لقمانی
بار عمر جاتی جب خزاں کی بتی ہے تو آنکھ کو
جوانی روٹھی جاتی ہے تب کہتے ہیں معجون [illegible]

ایسی حالت میں یہ گولیاں منگوایئے اور وجہ واختیاری [illegible]
[illegible] ہوگی ایک دل دماغ اور خاص قوتوں میں [illegible]
کیلئے نعمت بے بہا ہے۔ [illegible]

روغن لقمانی
الفت نے تجھ سے کیا کیا نکلوایا ہے
اپنے کمبخت تو نے [illegible]

یہ روغن حقیقتاً [illegible]
وہ طعف و جالت [illegible]
[illegible]

طلائے عجیب
[illegible]
[illegible]

پیدا کر دیتا ہے کہ انسان [illegible]
[illegible]
[illegible]
کر دیتا ہے حضرات [illegible]

طلسمی گولیان
[illegible]
[illegible]
[illegible]
رسالہ [illegible]

منگانے کا پتہ
دواخانہ عظمت العلاج لکھنؤ

فائدہ نہو تو قیمت واپس

طلائے محسک [illegible]
[illegible]
[illegible]

روغن لذت
[illegible]
[illegible]

حبوب ممسک
[illegible]
[illegible]

نوٹ
[illegible]

عین الشفا امین آباد لکھنؤ

رعایتی اعلان

[illegible]

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

سفوف فراد

نامردی۔ جریان۔ سرعت وقت کا بہترین علاج

[illegible]

طلائے [illegible]
[illegible]

[illegible] ملنے کا پتہ [illegible] کمپنی لاہور

طلسمی سگریٹ مشین

[illegible]

طلسمی سگریٹ کیس

[illegible]

نوایجاد دیا سلائی کیس

[illegible]

نوایجاد ناخن تراش

[illegible]

جرمنی کے پختہ شکاری چاقو

[illegible]

نوایجاد انگلش سیفٹی ریزر

[illegible]

جلد ۱۲ نمبر ۲۵

مضامین غیر

(یکم جولائی سنہ ۱۹۲۷ء)

بے اصل مشہورات

ترقیب خود غلط بود جنہین مشہور دیتے ہین بے پر کی

مشہور ہے ہر کہ زن ندارد آسائش تن ندارد" واللہ اس قول کا واضع ہی کسی اور دنیا کا رہنے والا ہے ہرگز ہماری دنیا کا رہنے والا نہیں۔ ہماری دنیا میں زن ایک ہتھوڑی ہے جس سے آسائش تن کی ہڈیان نرم کی جاتی ہین۔ شاعر کہتا ہے ؎

سنبھالا ہوش تو مرنے لگے حسینون پر
ہمین تو موت ہی آئی شباب کے بدلے

اگر اس سودے مین آسائش تن کا ذرا سا شائبہ بھی ہوتا تو کیا اس شعر کو لوگ مزے لے لے کے نہ پڑھتے۔ حسینون پر مرنا۔ اور کسی حسین داشتہ کے سر ہو رہنا ایک ہی بات ہے۔ اور خود حسینون پر جان دے یا مان باپ کی دھینگا دھینگی کسی منکوحہ زن سے گٹھ بندھن ہو جائے نتیجہ وہی ہے جسکا ماتم ہر گلی کوچے مین برپا رہتا ہے۔ فرض کیجیے ایک میان فلاکت زدہ صاحب کی شادی خانہ آبادی ہوئی غریب اپنی نیند سوتے تھے اپنی بھوک کھاتے تھے مگر اب یہ فکر ہے کہ گھر پہنچ اوسوقت ضرور پہونچ جائین جسوقت بی آسائش تن صاحبہ کھانا نوش فرمانے کی عادی ہین۔ جو ذرا چوکے اور وقت پر نہ پہونچے تو آسائش تن کے تن مین ایسے زور کا پتنگا لگا کہ توبہ بھلی۔ بی آسائش تن سر جھاڑ منہ پہاڑ بیٹھی ہوئی ہین میان کی صورت دیکھی اور ابل پڑین۔

"اے بی سنتے ہو۔ سے بلو اوو کا دھیان کر۔ بندی اس گھر والے مین ستی ہونے نہین آئی ہے۔ ذرا ملی اونسے کوئی تمھارے ہاتھ لونڈی بکی ہے کہ میان صبح سے پیر پیارے کو نکل جاتے ہین دوپہر کو تشریف لاتے ہین چاہے شام کو وہ کھانا بے بھیجی رہے۔ خدا سلامت رکھے حضور کو وہ تو اپنے نوش جان کرین تو کنیز بھی زہر مار کرے۔ تو حضور یہ بڑی بات ہے۔ بندی جاتی ہے اپنے گھر۔ یہ ہر بار جب آپ کا غائب ہونا اور میرا کھانا لیے بیٹھے رہنا ہرگز نبھنے والی بات نہیں"

ہر بار کہ قسمین کھاتے ہین قرآن اوٹھاتے ہین کہ یہ قصور آج ہی ہوا ہے خدا تین قصور معاف کرتا ہے تم ایک ہی خطا معاف کر دو۔ شنوائی نہین ہوتی۔ چہرہ متورم ہے۔ آنکھون سے گنگا جمنا کے دھارے بہ رہے ہین ہچکیان ہین سسکیان ہین۔ کیون جناب یہ آسائش تن ہے؟ ارے خدا لگتی کہیے۔ ایسی آسائش تن کی ایسی تیسی جسنے زندگی دوبھر کر دی۔ نہ کھانا کھانے دیا نہ پانی پینے دیا۔ خیال تھا کہ رات آئیگی تو مزاج کی رُت بدل جائیگی اسلیے کہ سکون و قرار کا وقت ہے بہتے دریا تھم جاتے ہین مگر رات آئی تو اور غضب ڈھاتی ہوئی آئی "اے خبردار جو تمنے میری چارپائی پر قدم رکھا تو پائے پر سر دے ماروں گی اتنا یاد رکھنا۔ بس وہ رہی رہیے اوٹھیں دوستون عزیزون کے یہان تشریف لیجایئے جو آپ کے ساتھ وہین تباہی پھرتے ہین۔ توبہ میرے گھر کا یہ قرینہ ہوتا۔ اون کی صورت دیکھتے ہی اباوہ شباب خطا ہوتا ہے آج تک یہ حال ہے جو کہہ دیتی ہین کہ کھڑے رہنا تو چاہے شام سے صبح ہو جائے مگر کیا مجال جو بیٹھ جائین۔ چلیے اب رات بھر کھڑے پہر کا روزہ ہے اور میان آسائش تن کے بھوکے ہین۔ ادھر غل ادھر غل "خدا کے لیے بیگم مین ابھو نہین مگر چوتڑ ٹکانے دو۔ اگر دوسری چارپائی بچھواتا ہون تو آسائش تن کے غصہ مین اور ترقی ہوئی جاتی ہے۔ کسی نہ کسی طرح پو پھٹی ہزار دقت و دشواری آسائش تن کے سر سے غصہ کا بھوت اوترا۔ کیون جناب یہی آسائش تن ہے؟

خیر گواہ ہے کہ ننانوے فیصدی اس آسائش تن کے مارے گلیون مین ٹھوکرین کھاتے پھرتے ہین اور اوس گھڑی کو پانی پی پی کے کوستے ہین جس گھڑی بخیال آسائش تن۔ بجھوبون کا سہرا باندھ سکے ہی آسائش تن کو بیاہ لائے تھے۔ پھر مثل مشہور ہے جہان دو ہین وہان تیسرا بھی موجود ہے۔ بنے ہا کہ چند روز اس قسم کے مصائب نازل نہ ہوے۔ لیکن اشتراک عمل کا نتیجہ تو نہیٹ ہے پاؤن نکالے پھر کہان آسائش تن اور کہا راحت "اے بی میراجی متلاتا ہے کھٹے میٹھے بیر لاؤ نارنگیان لاؤ۔ کابس کی ٹکیان خرید دو"

بہت خوب جناب آسائش تن صاحبہ لیجیے حاضر ہے یہ سامان نوش کیجیے۔ جب تک یہ سامان آئے کا سوغت بی آسائش تن۔ ایک درجن کورے آبخورے تین ٹھیلیون کے ٹھیکرے اور جھریان کھا چکین۔ پیٹ نہین کھار کا آنوان ہے۔ خدا خدا کر کے دن ٹلے آمد شروع ہوی۔ بھری برسات اندھیری رات پچھلا پہر ہے اور شہید آسائش تن صاحب گھٹنون گھٹنون پانی میں جاتے نالے مین دائی کے گھر پر کھڑے آواز لگا رہے ہین

"اے بی پھول باسا جلدی آؤ"

"ہو ڈوئی یہ کون ہے۔ بھلا اسوقت کس کی شامت آئی ہے جو مین جانے۔ میان اسوقت معاف کیجیے کسی اور کو بلا لیجیے مین نہین جاسکتی۔ آپ سواری بھی تو نہین لائے"

"ارے بھئی خدا کے لیے چلو۔ میری آسائش تن کی طبیعت بیچین ہے۔ دیکھو اسی لیے پہلے سے کہہ رکھا تھا"

"ہان میان آپ نے فرمایا تو تھا مگر کیا کرون بہت تھک گئی ہون۔ نگوڑا سینہ دم نہین لیتا۔ پچھواڑے کی دیوار گر رہی ہے۔ بھلا بچے بالون کو چھوڑ کے آپ کے ساتھ کیونکر چلی جاؤن۔ جو سواری ہوتی تو خیر چلی چلتی"

"ارے بھئی تم میری پیٹھ پر سوار ہو لو۔ یہی سواری ہے۔ اے آؤ جلدی دیر نہ کرو"

غرض پھول باسا کی لاش لادی اور آسائش تن کے منے وٹنے ہوے گھر آگئے۔ آپ جانیے آسائش تن کا بچہ جننا بھی معمولی چیز نہین ہے۔ کبھی زد ہو گئی۔ کبھی جھبڑا نہین چلتا۔ کبھی ہنسلی گئی کبھی زچہ سینے پر گرا۔ غرضکہ لوازم آسائش تن کا تانتا لگ گیا نہ آج ختم ہوتے ہین نہ کل۔ پھر ایک۔ گود مین ہے تو دوسرا پیٹ مین۔ کچھ مر نکال دیا آپ کی آسائش تن نے اور کچھ آپ ہی کے جانتے ہین۔

"ہر کہ زن ندارد آسائش تن ندارد"

غالباً کہنے والے کا یہ مقصد ہے کہ اپنی گزر وریوں کا ایک ساتھی تلاش کر لو تو وہ مصیبت میں ساجھا لگا کے بوجھ بانٹ لیگا۔ اور تمھیں کسی قدر آسائش ملیگی۔ مگر یہ مطلب بھی ہر حال میں ہر جگہ چسپاں نہیں ہوتا۔ خدا نے معاش کی فکر سے فراغت عنایت کی ہو مسکن میسر ہو۔ اور کوئی فرشتہ زادی ہمہ تن زیور کمالِ اخلاق سے آراستہ مل جائے تو بعض اوقات میں کسیقدر تفریح ضرور ہو جاتی ہے مگر بار رو کہتے ہیں جنھیں یہ نعمت میسر ہے۔ بخصوصاً اس "تعلیم یافتہ" زمانے میں جبکہ یورپ کا طرز معاشرت تمتع زیست کی غرض سے عمداً لوگ اختیار کر رہے ہیں یہ نعمت عنقائے مغربی کا انڈا ہے۔ حقوق کی بحث ہر جگہ چھڑی ہوئی ہے جو رسالہ "حقوقِ نسواں" کی حمایت میں نکلتا ہے وہی سکھاتا ہوا نکلتا ہے کہ "مرد کی جنس ہی دغاباز ہے" "یہ شادیاں اسلیے کرتے ہیں کہ بیویوں کو لونڈی بنائیں چندریا ٹھونک کے کام لیں چکی پسوائیں گھوڑے کا دانہ دلوائیں بچے پلوائیں۔ خفا ہوں تو یانی کچائی نکالیں گھر سے نکال دیں۔ پانچ ہاتھ کی سوت سر پہ کھڑی کر دیں روٹی کپڑا نہ دیں۔ ساس نندوں کی ناز برداری کروائیں دوسری بی بی کے بچوں کی حکومت اوٹھوائیں۔ خود راج رچیں جس کمبخت کو ہاتھ جوڑ کے لائے ہیں اوسکو قفس میں رکھیں۔ اسی بات پر مشورہ نا شروع کر دو۔ آج کونسا پرچہ ہے جو بیویوں کو فرضی افسانے سنا کے خاوند سے بغاوت پر آمادہ نہیں کرتا۔ یا اُلٹے سیدھے سکھاتا نہیں۔ ان مضامین کے مطالعہ سے اچھی خاصی خوشدل ہنس مکھ بھولی بھالی بے فکر شریف زادیاں ایسی ذکی الحس البقول ہو انھیں کے نتھنے کی ناک ایک روکنی۔ افسردہ دل۔ جھلی خوردہ گیر۔ چڑچڑی ہمیشہ بیزار۔ بے صبر۔ تند مزاج۔ متنفر ہو جاتی ہیں کہ جو گھر آسانی سے سدھر جانے کی صلاحیت رکھتا ہے وہ بھی مٹ جاتا ہے۔

انھیں پرچوں میں بعض مضامین ایسے بھی نکلتے ہیں جو ناتجربہ کار لڑکیوں کو عاشقانہ یا معشوقانہ انداز سکھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ ہم نے حمایت تعلیم نسواں کا حق ادا کر دیا ہے۔ اونھیں مطلق اوس نازک فرق کا حس نہیں جو ایک شریف ہندوستانی شوہر اور شریف ہندوستانی عورت کی محبت میں اور ایک یورپ نژاد شوہر اور کورٹ شپ زدہ عورت کے بیچ میں ہے۔ یورپ اور ہندوستان کے پردہ نشینوں میں کوئی مشابہت نہیں معاشرت میں کوئی مناسبت نہیں۔ خیالات میں کوئی اشتراک نہیں ہے لہذا "ہر کہ زن ندارد آسائش تن ندارد" کا مقولہ اور زیادہ بے ڈھنگا نظر آتا ہے۔ "آسائش تن" کا حال نرس اور صاحبیت زدہ حضرات سے پوچھیے جو لندن کے ہوٹل سے کوئی پکانے والی یا کسی ہسپتال سے کوئی نرس بغرض "آسائش تن" یہاں لائے۔ ہمارے ملاقاتی کے صاحبزادے کو ایک "ایمان دیدہ" پیشہ نے بیرسٹری سیکھنے کے لیے بھیجا تھا۔ ولایت سے ساتھ لیڈی صاحبہ جو تھیں ہو گئے ہو نہیں تو

ماں باپ کے توقعات پر پانی پھیرتی ہوئی۔ بیچاری لڑکی دلداروں کا مکان۔ اور مکان میں دور و نزدیک کے رشتہ داروں کا ہجوم۔ پھر کمروں کی تخصیص تقسیم کا فقدان کہ نہ "بوسہ گاہ" معین ہے نہ "خلوت منزل" نہ "رقص خانہ" علیحدہ ہے نہ "گول کمرہ" نہ تاش گھر نہ ہر کمرہ کے ساتھ ایک حمام۔ ایک ہی گلاس میں سب پانی پیتے ہیں ایک ہی پیالے میں سب کھاتے ہیں۔ پھر انھیں سے کپڑے نہیں دھوے جاتے۔ سوپ سے برتن نہیں مانجھے۔ پر منگنٹ آف پٹاس کے پانی سے ہاتھ دس انگشت نہیں ہوتے۔ فنائل کا عطر گھروں میں نہیں بستا۔ ایک دوسرے کی باتوں میں اپنا سمجھ کے دخل دینے کا مجاز ہے۔ ایک دوسرے سے دکھ درد میں شرکت کی توقع رکھتا ہے۔ بڑے بوڑھے تمام گھر پر حاکم مطلق ہیں۔ ساس نندیں بغیر نہیں وقت بے وقت زبردستی ملاقات کرتی ہیں۔ ماں کا لباس پھٹی سا پہن لیا۔ دوپٹہ بجائے سر کے کندھوں پر پہنچ گیا۔ لو وہ ایک جال کا دوسرے جالی کی بی بی اوست پال رہی ہے۔ اپنے بچے کے بارے میں بھی کوئی ہونٹ نہیں کھول سکتا۔ ایک بچے کے چیچک نکلتی ہے تو دوسرے کی ماں عیادت کرتی ہے اور اس سے نہیں ڈرتی کہ مبادا اپنے بچے کو بھی عارضہ ہو جائے۔ اندر یہ محلے والے بھی منہ در منہ ٹوکتے ہیں اور اسمیں کوئی توہین نہیں ہوتی۔ یہ عنوانات دیکھتے ہی میم صاحب نے اپنی گوری گوری ناک کو سکڑ کے گھیان سے آلو بنایا اور فرمانے لگیں "ڈارلنگ پیارے تم مجھے وحشیوں کے گھر میں لاکے چھوڑا ہے۔ میں یہاں گھڑی بھر بسر نہیں کر سکتی۔ جب تک دوسری آرامگاہ کا بندوبست ہو جلد ہوٹل میں رہو۔ تمھارا مکان بے آب و ہوا ہے ولایتی بھی بڑا خراب ہے اپنی لکھا پڑھا (ساس) کو منع کردو۔ وہ اکثر باتوں میں دخل دیتی ہے۔



"اے دوست ہاتھ ملاؤ۔ ہم زبردستی میل کرتے میں جلدی سے کہ ٹھیک بھائی بن جائیں۔"

ایک دن مین بستر کے ذریعے سے تمام بدزبانی نکال دیگی اور یہ بڈھا یک (فضر سقیم) تو مجنوں العقل خبطی دیوانہ نظر آتا ہے۔ میلی میلی داڑھی مین خون میل تھوکا ہوا آدمی ہے۔ یا جلوا سے یو جنک اسیلم (پاگل خانے) بھیجو۔ دن رات وظیفہ پڑھتا ہے (نمازین پڑھتا ہے) کل بچے کو دے آگئے اور سکا تو بیا چھڑیا تو اس نے اوسے فوراً دھو یا (غوطہ دیا) اور تمھاری بہن بھی الو کی پٹھی ہے اسکو تمھارے باپ نے بالکل تعلیم نہین دلوائی کل مجھے اوس سے پوچھا کہ تم کس پر عاشق ہو اور تمھارے عاشق نے کے مرتبہ تمھارا بوسہ لیا تو بہت بگڑی۔ بیچلے ختم شد۔ جناب بیرسٹر صاحب نے حضرت گنج کا ہوٹل بسایا آمدنی لیاقت پر موقوف ہے ڈبلوٹ کیا ہوتا ہے۔ دو چار مہینے مین دیوالہ نکل گیا میم صاحب کو بھی بلوانے کو جو چند دوست احباب تشریف لاتے تھے وہی رقیب ما روزادہ بن بیٹھے۔ نالش فریاد ہوئی گھر کا اسباب نیلام ہوا تو میم صاحب کی واپسی کا کرایہ مہیا ہو سکا۔ اب صاحب ہین اور "آسائش تن" ان کے گھرانے سے ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ عورتوں کے پامال شدہ حقوق کی بحالی مین کوشش نہ کیجائے۔ یا لڑکیان تعلیم و تربیت سے محروم رکھی جائیں۔ حضرت ہم سمجھتے ہین کہ آپ عورتون کو طلب حقوق پر آمادہ نہ کیجیے بلکہ مردون کو بچپن سے حق شناسی اور عدل و مساوات کی تعلیم دیجیے تو بغیر ناتجربہ کار لڑکیون کو بھڑکائے یہ مطلب آسانی کے ساتھ حاصل ہو جائے وہ حقوق جن سے "آسائش تن" یعنے منشائے حقیقی ازدواج پر کوئی برا اثر نہ پڑے ادا ہونے کی قابلیت رکھتے ہین۔ اور بجز بعض مستثنیات کے ہمیشہ ادا ہوتے رہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو "خانہ شادی اور "جوجو نتے یا ہوا" مین کوئی فرق نہ رہتا۔ نہ شادیون کا بازار کبھی سرد ہوا نہ ہر ایک گھر ماتم سرا بنا۔ غیر حقیقی ہمدردون کی طرح اگر ناول نویسون اور نسوانی پرچے نکالنے والون نے اسی طرح نوکارون کے مزاج مین پیدا کی تو وہ اس متوسطہ کو بدل کے کیجیگے۔

"ہر کہ زن ندارد رنج و محن ندارد"

باقی آئندہ

راقم۔ فلاسفر

شاہ مات

یعنے

شطرنج کی چال

(نمبر ۶)

"عشق تیر و چشمہ طلبگار مرد تھا"

آخر وہی ہوا یعنے "مزن" اور "دھادا" دونون کے دونون غائب۔ قصہ گل بکاؤلی والی لکھی کے سر پر چراغ رکھ کے چوہون سے پاسا پلٹواتی تھی۔ تاج الملوک نے آستین مین نیولا پال کے پاسے کی بدی مٹائی مگر یہان شطرنج کے مہرے تھے اپنی ہی چال اپنے ساتھ بدی کر گئی۔ طلع ہمیشہ وہ کرتی ہے۔ مشہور ہے کہ ایک بندر شطرنج کھیلنے مین عادت تھا جو کھیلنے بیٹھا اوسے مات کھائی ایک کھلاڑی تھے جوہر شناس۔ انھون نے بازار سے ایک سیب مول لیا اور بندر کے ساتھ داؤن لگا کے بیٹھ گئے۔ ادھر بندر نے قاعدہ کی چال چلنے کا ارادہ کیا ادھر انھون نے سیب آگے بڑھایا۔ نگاہ بہکی چال چونکی چار پانچ مرتبہ سیب کی گردش کا نتیجہ یہ ہوا کہ منصوبہ بگڑا بندر بازی ہار گیا۔ دل سیب مین اٹکا تھا چال کیونکر سوجھتی۔ مالک یونین اوس عم مین تھے کہ بندر بڑا کھلاڑی ہے دو تین بازیان پے در پے جو ہاریں تو انھون نے چوب و شلاق کے وسیلے بندر پر فتح پانے کی ٹھہرائی۔ مگر حریف نے سیب دکھا کے اونھین بھی راضی کر لیا۔ کچھ عجب نہیں کہ ہمارے مہرون کی بازی بھی کسی بندر کے لالچ نے ہروا دی ہو۔ کیا عجب کہ ایک رئیس کی (جھوٹی بازی) ہونے دوسرے مدعیون کے کان ضرور کھول دیے ہونگے یا ممکن ہے (حسب قواعد) کہ انھون نے بالفعل "شطرنج" کی مدد کرنے سے انکار کر دیا ہو۔ تیز کیش دولت سکھون کے زبانی ہجوم اور دیگر مشکلات کے باعث مولی اپنے بچون جاری "شطرنج" پروری کون کرے؟ اور کس بھروسے پر؟ حضرت کی بساط ہی کیا ہے نہ لگتا آتا ہے نہ دنیا کو متوجہ کرنا۔ ناظم و ناشر قصیدون کا اثر تو وہ اس بیسوین صدی مین ناپید ہے۔ الغرض شطرنج الٹ گئی اور باعلان عام الٹ گئی۔ چلو اچھا ہوا ہم بھی فراغت پا گئے۔ آخری بساط کی تمہید مرتب دار ہے:-

"وہ ایک اخبارات نے اپنا اثر سعا کرنے کے لیے حلے کیے جن میں اس پر اخبارون کے ساتھ بحث مباحثہ مین پڑنے سے ہمارے اصل مشن کو نقصان پہونچتا تھا۔ ...... اسلیے ہمین خاموشی اختیار کرنی پڑی۔ ہم نہ چار یوم دفتر سے غیر حاضر تھے ہمارے سرپرستون کو موقع ہاتھ آ گیا اور وہ اپنی پالیسی مین کامیاب ہو گئے جس سے وزیرین گھر پہنچ گئی جسکے باعث ہمین روزانہ شطرنج کی اشاعت ملتوی کرنی پڑی۔ جن لوگون کی آنکھون مین شطرنج کی ہستی خار کی طرح کھٹک رہی تھی وہ یہ نہ سمجھین کہ اخبار ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا۔ ہم کہتے ہین کہ شطرنج جب کبھی اپنے اصلی مقصد کو ساتھ لے کر جلد از جلد نکلیگا تو خفیہ ریشہ دوانیان اسکی اشاعت مین روڑے اٹکا سکینگی لیکن ہم بتائے دیتے ہین کہ سری باغ یا با ہزارہ صاحب کو سری گورو نانک دیوجی کی یادگار بنا کر چھوڑینگے ....!!"

ہم اپنے دوست کی ہمت پر صاد کرتے ہین۔ سری باغ یا با ہزارہ صاحب سے نہ ہمین کبھی تعلق تھا نہ آج ہے۔ ہمین تو اس گندی اخبار نویسی پر اعتراض تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ خس کم جہان پاک۔

اور افسوس ہے کہ آخری نمبر بھی غلاظت سے خالی نہیں۔ اس نمبر مین شطرنج صاحب نے مہاراجہ پٹیالہ کی سالگرہ سنائی ہے۔

اس جشن سالگرہ مین جہان ملازمین ریاست سامان آرائش ارباب نشاط رنگ رنگ کی صحبت کا ذکر ہے وہان چند نام نہاد اخبار نویسی کے معزز نام کو داغ لگانے والے اڈیٹرون کا بھی تذکرہ ہے اور سب کے آخر مین [illegible] "اڈیٹر شطرنج صاحب کا اسم گرامی ہے آپ لکھتے ہین۔

"پرائیوٹ سکریٹری نے آنریری چیف اڈیٹر شطرنج کو پیش کیا چیف اڈیٹر صاحب نے شکریہ ادا کر کے نذر کی اور جو سری گورو جی صاحب کا متبرک تھی ہز ہائنس مہاراجہ

کے گلے میں پھاند دیا اور ایڈیٹر یادوری۔ سری حضور مہاراجہ صاحب نے گوروجی صاحب سے دعا مانگنے کو ارشاد فرمایا اور چیف اڈیٹر سے ہاتھ ملاکر مراحمت خسروانہ فرمائی اور مزاج دریافت کیا۔

مہربول نس شطرنج صاحب نے چیف اڈیٹر صاحب کا جواب درج نہین فرمایا مگر ہم نے اپنے خیالی رپورٹر سے سُنا ہے کہ مہربول نس نے جواباً دانت نکال دیئے ہاتھ جوڑ کے فرمانے لگے ؎

کیا پوچھتے ہو مہراج اس جسم ناتوان کی
رگ رگ مین جوش غم ہے کیسے کمان کمان کی
ہے لکھنؤ مین گدی بابا ہزارہ کی ایک
اوسکے مہنت جی کی ہر اک ادا ہے بانکی
پریاگ سے مین آیا اور ین بلانے آیا
کرنے لگا خوشامد ہر خورد اور کلان کی

اس خوشامد کے پھندے مین بھولے بالے مہنت مہراج [illegible] کو بیٹے پھانسنا چاہا وہ پھنسے تو مگر جال بھاری دھاگا ٹوٹ گیا اب خدا سلامت رکھے آپ کو مہاراجہ پٹیالہ کو مہاراجہ بنارس کو تعلقدار کوٹرہ کو آپ ہی لوگون کا سہارا ہے۔ ہم ایسون کا مزاج ہی کیا جب حضور دریافت کرتے ہیں تو ہان بھلا کر ترا بھلا ہوگا اور درویش کی صدا کیا ہے۔

پھر لکھتے ہیں:۔

"دیگر ڈیڈیٹر صاحبان کو ریاست کی طرف سے رخصتانے پیش کیے گئے اوتھون نے اسکو بخوشی قبول کیا۔ اوڈیٹر شطرنج نے اسواسطے نہین لیا کہ کیا کہ ریاست مین قحط پڑا ہوا ہے اور سری حضور مہاراجہ صاحب نے کاشتکارون سے لگان نہین لی ہے ایسے موقعہ پر اونھون نے کسی قسم کا بار ڈالنا مناسب نہ سمجھا"

بیٹے اللہ بھلا کرے دلواؤ ہاتھ پاؤن کا صدقہ کنے والون کا ایک خاص جتھا موجود تھا جسکو نچھاور کی رقم سے رخصتانہ ملا۔ ہمین معلوم نہین کہ رخصتانہ کیا چیز ہے ہیانہ ہرجانہ شکرانہ نذرانہ طلبانہ کچہری کی اصطلاح ہے ہو سکتا ہے گدایانہ اخبار نویسانہ میں آمدنامہ حضور رخصتانہ کوئی جدید اصطلاح اسی اجرت رسوائی پیشہ وضع کی گئی ہو۔ یا یہ خوشامدانہ خیرات خوری کا دوسرا نام ہو۔ بہر حال ہم خوش ہوئے کہ ان بھیک منگے اخبار نویسون مین ایک فرد تو صاحب ہمت بلند نکلی جسنے اپنی سیر چشمی سے موچھین دکھا کے ریاست سے کودہ کا مردہ بلاک کر دیا۔ یقیناً مہربول نس کی اس سالی ہمتی نے مہاراجہ صاحب کی ریاست کو زیر باری سے بچا لیا ہمین یہ بھی یقین ہے کہ اقدام مذکور بہت گرانقدر اور خرانچ ریاست کا ہم وزن ہوگا مگر پشیانی اسکی ہے کہ مہاراجہ صاحب کی فیاضی کا شکریہ ادا کرین یا مہربول نس کے ایثار کی تعریف کرین۔

سنا جاتا ہے کہ اس رخصتانے مین کوئی رقم پچاس سے زائد نہ تھی بقول رند صاحب جی سب نے اسے خوشی خوشی قبول کر لیا اگر یہ صحیح ہے تو اولوالعزمی کا تماشا حضرت رند مہاراجی نے دکھایا واللہ عجب حوصلے کا آدمی ہے پچاس روپیہ سے انکار اللہ رے حوصلہ اللہ یہ دل گردے!!

زہرالربیع نعمت اللہ جزائری مین ایک حکایت منقول ہے کہ ایک رئیس کسی بات پر غضبناک تھا اتفاقاً کسی مفت خور بھیک منگے نے اوسے گھیرا۔ وہ ورنیک نام کمائی سننے کے بعد غلام سے کہنے لگا کہ اس مردود کی مان کے پیشاب ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مین ایک تھیلی ڈال دے۔ سائل نے فریاد بلند کی کہ حضور ادس تھیلی کے بیچ نے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ خالی رہی جاتی ہے۔ ایک بدرہ زر (تھیلی) اوسکے لیے بھی عنایت ہو۔ دوسری تھیلی بھی مل گئی۔

صد حیف کیا تھا یہ تقیر ہمارے ان غیرت دار ڈیٹرون پر او قربان کیے تھے روزون پر پانسو روپ پچاس روپیہ کی تھیلیون پر جو بعنوان رخصتانہ اڈیٹرون نے وصول فرمائین۔

آخر مین یہ التماس ہے کہ بچشم عبرت ان واقعات پر نظر فرمائین آیا یہ گروہ اس قابل ہے کہ اسکی ملکی سیاسی اور مالی روش پر اعتبار کیا جائے فقط۔

راقم۔ آبروئے جرم مجرم

مقام شیعہ کالج

زمین سخت ہے آسمان دور ہے

حضرت پنچ! وہ زمانہ تو ہے نہین کہ بادشاہ سلامت نے بھانڈون کو ہاتھی انعام مین دیا۔ آپ جانیے ایک ہاتھی کا راتب بھانڈون کے امکان مین کہان اونھون نے اوسکے گلے مین ڈھول باندھا اور کہ دیا جا مہاراجہ بنیا سے رخصتانہ لینے والے اڈیٹرون کی طرح مانگ کھا۔ ہاتھی صاحب گردن مین ڈھول کو گھسیٹے لٹکائے آزاد پھرنے لگے۔ یہ کھیت اجاڑا وہ باغ روندا۔ آخر کاؤن والے تنگ ہوئے اور اونھون نے دربار دولت پر دہائی مچائی۔ بادشاہ کے سامنے بلایا روداد دستی جیل خانے کے دارو غہ نے عرض کی خداوند یہ دہی بھانڈون کا ہاتھی ہے غلام اسے پہچانتا ہے حکم ہوا بھانڈون کو حاضر کرو۔ وہ پہلے ہی سے اس دن کی تاک مین تھے۔ تو اوکرتے حاضر ہوئے پوچھا گیا یہ کیا حرکت ہے کہنے لگے حضور ہماری کیفیتی ہم ہی کیسے ڈالتے ہوا گئے گئے خداوند نعمت قربان جاؤن بھلا غلام اسکو روز کہان سے بھرتی۔ ماؤ حو بیان وہ ہی دن مین فاقے کرنے لگین۔ آخر ہم نے بھی گلے مین ڈھولک باندھ کے اسے چھوڑ دیا۔ بھانڈون کا ہاتھی تو تھی۔ بادشاہ کو ہنسی آئی حضور نے سلطنت کی راہ سے بھانڈون کا قول صحیح پایا۔ اور حکم دیا کہ ایک گاؤن معافی مین لکھ دو۔

کاش یہی مبارک دستور جہد ہمارے شہر کے نامی انسٹی ٹیوشن یعنے شیعہ کالج کو میسر آجاتا جو کہ بھانڈون کے ہاتھی کی طرح ہے گھر ایسا رہے کبھی اسکا مسکن جلال پور مین تجویز ہوتا ہے اور کبھی مرگھٹ مین۔



رخنہ بندی

مسٹر پنچ: کیا کرتے ہو دوست؟

جان بل: ارے بھئی کیا بتاؤں کمبخت بالشوکی چوہوں نے ہر جگہ سوراخ بنا دیے ہیں۔ چین میں بل ہے۔ ہندا میں بل ہے۔ عرب میں بل ہے۔ پرانی پولٹک کی ردی ان غاروں میں بھر رہا ہوں۔ جیسے کچھ کمی ہے۔

مسٹر پنچ: مگر دوست! اپنے گھر کا موکھا نہیں بند کرتے؟ جس میں ریچھ نے بچے دیے ہیں۔ یہ تو اصلی موکھا ہی ہے۔

پھر نہ پھول ہوں گی اس آنا جانے سے غرض جنت جیسی آباد
کے نایاب پھر نہ پھول لگے ہیں نہ اسے ہجوم رہا ہے نہ تعلیم
ملی۔ انتظام ناقص۔ نتیجہ ناقص۔ نائبین نقش بچے
کا دروازہ مقفل۔ اس پاتھی کر واسطے کوئی ثبوت
کرنے والا کوئی دکھائی نہیں دیتا۔ منتظمین سست
کاہل ہو چلا ہے خود غرض ہیں ورنہ شداد کی بہشت
مدت سے خالی پڑی ہے۔ زمرد کے درخت یاقوت کے
پھول سوتیوں کے پھل لگے ہیں۔ طلائی نقرئی ایوان
کھڑے ہیں دودھ شہد کی نہریں جاری ہیں اونٹ کے
بچے کلیلیں کرتے پھرتے ہیں۔ دینی اللہ میاں سے
مانگ لیں۔ اللہ میاں تو خیر کیا دینگے بد دونگے اونکے
کیوں مانگنے لگے۔ اور جب انکی رسائی گورنروں تک
ہے تو اللہ میاں سے مانگنے کی ضرورت ہی کیا ہے لہذا
گورنری سے کہنا چاہیئے۔ امید ہے کہ درخواست منظور
ہو جائیگی یہ بہشت مدت سے کورٹ آف وارڈس کے
زیر اہتمام ہے۔ ایک جھوٹ موٹ کی روایت یہ بھی
ہے کہ شداد اسے وقف کر چکا ہے۔ ہمارے نزدیک
دنیا بھر کے ہر متمول وقف کے حقیقی متولی یا اصلی
سکریٹری مقرر ہونے کا حق خان بہادر محمد مہدی حسن
صاحب کو ہو چکا ہے لہذا اگر لگے ہاتھوں وہ اس وقف پر
بھی جوٹ کر بیٹھیں تو قوم پر بڑا احسان فرمائیں اور
غریب شیعہ کالج خانمان آوارگی کی مہلک مصیبت
سے نجات پا جائے۔ جو کہیں اس مقصد میں کامیابی ہوگئی
تو یقین ہے کہ ہر سال کم از کم تین ایف اے ضرور کالج
سے بن سنور کے نکلینگے اور انمیں سے کوئی تھرڈ ڈویژن
سے کم درجے میں نہ پاس ہوگا وما علینا الا البلاغ۔

راقم۔ دل جلا شیعہ

اعلان تعطیل

بسبب معمول قدیم بوجہ تعطیل عاشورہ محرم اودھ پنچ
نمبر ۲۶ بجائے ۸ جولائی ۱۹۲۶ء کے ۱۵ جولائی
کو شائع ہوگا۔ ایجنٹ اور ناظرین اودھ پنچ
مطلع رہیں فقط

منیجر

مولانا پنچ کی نوٹ بک

المال والبنون

مال و فرزند دنیاوی زندگی کی آرائش ہیں مگر آجکل
تونگروں کی بھی اچھی نہیں گذرتی۔ چور چکار کا خوف
ایک طرف۔ مجنون الفقرون کے جوڑ توڑ ایک طرف
سرکاری اور غیر سرکاری ٹیکس ایک طرف۔ عزیزوں
اور میراث خواہوں کی بد دعائیں ایک طرف
ملکیتوں کا جھنجٹ مقدمہ بازی اور وکلاء کے مصارف
مزید برآں۔ علیٰ ہذا القیاس مفلس بچہ داروں کی بھی
بڑی کمبختی ہے۔

مشہور ہے کہ روزی ملتی ہے عورت کی قسمت سے
بچے ملتے ہیں خاوند کی قسمت سے۔ لہذا ہمارے دوست
سائنر مسولینی نے اگر تمام اہل دولت پر جو ٹیکس
باندھا تو کچھ برا نہیں کیا بالفعل دھڑا دھڑ ٹیکس
لگاتے چلے جاتے ہیں۔ رعایا بہت جل بھن رہی ہے مگر
کیا کرے سال ہے وہیہ آرائش اور آرائش کی چیزوں
پر ٹیکس ہے ضروری۔ اب رہے فرزند انکے متعلق
نئی منطق یہ کہتی ہے کہ جو دھیں دھونکر اللہ میاں
کے ذکر یہ تھے سانڈ کی طرح بغیر ادھم کے رہتے ہیں
اونھیں لازم ہے کہ ٹیکس ادا کریں اسلیئے کہ وہ آبادی
بڑھانے کی ملکی خدمت ادا نہیں کرتے انکے ساتھ ہی
وہ حضرات جنھوں نے بچہ جنوانے کی مقدس مشین
باوجود قابل عمل کر دی ہے یعنے اوس سر زمین کی
کاشت میں محو ہیں اونھیں بھی لازم ہے کہ اس خلقی
نقص کا تاوان ٹیکس کی صورت میں ادا کریں۔
خلاصہ یہ کہ انسانی قوانین تمدن ہر حالت میں
زندگی تلخ کر رہے ہیں کیجئے حضرت ایسے لا علاج
توالد و تناسل کی بیماریوں کے اجارہ دار ہیں؟ عورت
کی قسمت بھی آپ کی محکوم مرد کی قسمت بھی آپ سے
وابستہ۔ بچوں والی بھی آپ کی زیر مشق۔ بانجھ بھی
آپ کے تیر ستم کا نشانہ۔ اگر ہم اٹلی میں ہوتے تو وہاں
کی تمام آبادی سے کہتے کہ خبردار ادھی کی گوڑیاں بھی
نہ دو۔ باندھ لو تانت اور بیٹھ رہو دیکھیں میاں
مسولینی مال کے بیٹے پر کیونکر آبادی بڑھاتے ہیں۔

طہارت و نجاست کا مناظرہ

طہارت مقدم و افضل ہے یا نجاست؟ ہر دو میں بکا
فیصلہ ہو گیا ایک نجس کر دیتے۔ اور نجس ہو جانے والی
رنڈی نے کسی پاک ہونے اور پاک کر دینے والے دھوبی
کے یہاں تقریب میں مجرا کرنے سے انکار کر دیا۔
"شاہ وہم اور دھوبی۔ نگوڑے میلی کچیلی گندی ادھیا
اوٹھانے والے دھوبی کے یہاں مجرا کریں؟ اے تری
شان اے تری قدرت۔ کمو نگوڑے پیلے گرو صاحب میں
سنہ دھو پھر ہمیں مجرا کروانا۔"
بات یہ ہوئی کہ محفل میں وہ دھوبی بھی بیگیا باہر
بیٹھا تھا جو ان بائی جی کی ہر قسم کی کثافت ہفتہ میں
ایک مرتبہ پاک کرتا تھا اسے دیکھ کے بائی جی شرمائیں
اور غیرت سے کنانی کاٹ گئیں۔ دھوبیوں کو تاؤ آگیا
اونھوں نے رنڈیوں کے کپڑے دھونا چھوڑ دیئے۔ اب
جسے دیکھیے گھر میں چھوا چھو کر رہی ہے۔ کجا وہ کلپ
گندی کی ہوئی پوشاک اور کجا وہ چنت دار بھنچا ہوا
بجنا۔ ہاتھ الگ کپو گئے محفل آرائی میں الگ حرج ہوا۔
تماشبین اکیلے سوتیوں میں پڑے ہیں۔ بائی جی انگنائی
میں بیٹھی صابون کا جھاگ نکال رہی ہیں۔ آخر کب تک
جستی پھر ایک کپڑا ہو تو خیر۔ لادی کی لادی بھلا کس کے
دھوئے دھوئی جاتی ہے اسکے علاوہ کپڑے میلے ہونے کا
سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہوتا غالب مرحوم کہ گئے ہیں ؎

حیف اوس چار گرہ کپڑے کی قسمت غالب
جس کی قسمت میں ہو رنڈی کی میانی ہونا

مثل مشہور ہے "ایک نور آدمی اور سو نور کپڑا" سو نور
ہوئے غائب رہ گیا ایک نور اس سے کیا کام چلتا۔
آخر کچھ بنائے نہ بنی تیوریوں کے بیچتے ٹے اور بی صاحب
کو آگئی ہوئی رو ڈی پھر نکلنی پڑی۔ ہر بی بی ہزار نعمت کھائی
زمن تیل نہ اگر راد ہنا نہیں اور خوب تا چیں بھولا
صاحب ہمت تھے اونھوں نے دل کھول کے انعام دیا۔

سیٹھی اور پنچ!

اللہ پڑے لگے ہندوستانیوں کے سینے میں ان دھوبیوں
کا دل ڈال دے۔ ان سے تو دھوبی اچھے۔ بات کے
پکے تو ہیں۔

اسی کو غنیمت سمجھو

ایک دوست سے ہندوستان کے فوجی مصارف کی زیادتی پر بحث ہونے لگی۔ سنہ ۱۹۱۴ء سے لے کے اسوقت تک اس خرچ کا دامن جسقدر پھیلتا گیا حضرت فرماتے رہے "اسی کو غنیمت سمجھو وہ چاہتے تو اس سے بھی زیادہ اونچے ہو سکتے تھے"۔ اوسپر ہمین اسفرائنی کی ایک حکایت یاد آئی۔ وہ لکھتا ہے کہ میرا ایک عجمی رئیس دوست تھا جب حج کو جانے لگا تو اس نے کہا مین عربی نہین جانتا کوئی شخص تمہاری دانست مین ایسا ہو جو میرے ساتھ رہے اور میری زبان بنے تو میرے ساتھ کر دو مینے ایک آدمی ٹھہرا دیا۔ اب سنیئے کہ یہ نئے ملازم صاحب تھے بڑے زبان آور انھون نے اپنے آقا کی بڑائیان کرنی شروع کین "یہ آغا جناب مرزا جان بڑے تاجر ہین کرورون کی دولت پاس ہے ہزارون جہاز چلتے ہین" تاجرون نے جو تحفون کی بو سونگھی تو ان کے واسطے ہر چیز کی اجرت دونی کر دی دس اشرفیان [illegible] صاحب لیتے تھے انکو بیس دینی پڑین۔ انھون نے ملازم سے شکایت کی تو اوسنے کہا "غنیمت سمجھیے کہ چالیس نہین لین" تھوڑے دنون کے بعد بیس کی جگہ ان سے چالیس اشرفیان لی گئین نوکر صاحب نے فرمایا "غنیمت سمجھیے کہ اسّی نہین لی گئین" پھر جب اسّی کی نوبت آئی تو عرض کی "آقا غنیمت [illegible]" وگیر [illegible] غرض کہ جانے آنے مین آغا صاحب کی [illegible] خوب [illegible] ہمراہی نے کسی طرح ان کی دکالت [illegible] کی جب عراق مین پہونچے تو انھون نے اپنی اُجرت طلب فرمائی۔ آغا نے اپنے کارندے کے نام ایک خط دے کے انہین ہمدان روانہ کیا اور کہا جانی تم یہان سے [illegible] بصرے سے ہمدان جاؤ اور تمہین بھی دو دن [illegible] مین آغا نے لکھا تھا کہ یہ شخص آتا ہے تم فوراً اسے پکڑ کے کوٹھری مین بند کر دو اور ہر صبح سو کوڑے [illegible] کرتے رہو۔ مین عنقریب ہمدان ہو آؤنگا۔ کارندہ تعمیل ارشاد مین کوتاہی کیون کرتا۔ [illegible] انھین فوراً بند کر دیا اور مرمت کرنی شروع کر دی۔ جب آغا ہمدان مین آئے تو انہین کوٹھری سے نکلوایا۔

ملازم "جناب آپکے خادم نے مجھے قید کر دیا"

آغا "غنیمت ہے کہ قتل نہین کیا"

ملازم "روز سو کوڑے لگاتے ہے"

آغا "غنیمت ہے کہ سو لگائے دو سو لگا نا زیادہ کرتے"

ملازم "یہ دیکھیے روپے کی بجائے بیڑیان"

آغا "غنیمت ہے کہ ان مین بارود نہین"

ملازم "مجھے جوتی بھوسی کھانے کو دی"

آغا "جانی غنیمت ہے کہ بھوکا نہین رکھا"

آخر جتنا زیادہ خرچ کی "غنیمت سمجھیے" نے ہمدانی پر لادا تھا کوڑی کوڑی وصول ہو گیا تب کہیں ملازم جیو صاحب رہا ہوئے۔ افسوس یہ ترکیب ہمارے امکان مین نہین ورنہ ہم بھی اپنے دوست کی تدبیر "غنیمت سمجھو" کا جواب دیدیتے۔

نسل عجیب

دلّی مین جب نادرشاہ شہنشاہ ہند کا مہمان تھا تو ایک افیمی صاحب چنڈو خانے مین بیٹھے اونگھ رہے تھے۔ مکھی ناک مین گھس گئی تو چونکے۔ اور تصرفات [illegible] کی مکافات اسطرح فرمانے لگے "اری [illegible] تیرے [illegible]" انھون نے [illegible] کیا جا کے بادشاہ نادرشاہ پر رسید کیا ہے کہ گیدی کی تین [illegible]" چنڈو خانے سے یہ خبر دھوئین کی طرح اوڑی اور بو کی طرح پھیلی جو مغل ایرانی بازارون مین [illegible] تھے سپاہ [illegible] طرح قتل ہونے لگے اور آخر جو نتیجہ ہوا اوس سے ہر ایک واقف ہے۔ ہمین یہ معلوم نہ تھا کہ اس افیمی کی اولاد دنیا مین موجود ہے مگر اب حال کھلا کہ بفضلہ فیض تریاک سے زمانہ خالی نہین اس افیمی کی نسل مین اللہ تعالیٰ نے ایسی برکت عنایت کی کہ آج وہ [illegible] میل ہو گئی۔

مولانا دیگر جراید نظام حیدرآباد نے شیعی مولویون سے مشورہ کرنے کے بعد محرم [illegible] ماتم کرنے کی ممانعت کر دی اسلیے کہ اس سے جانون کے تلف ہونے کا اندیشہ تھا مگر ہمارا افیمی اس خبر کو پینک سے چونکنے کے بعد [illegible] یون ادا کرتا ہے

"ارے واہ رے نظام تو نے سینہ کوبی کی رسم کا بالکل قلع قمع کر دیا اس وجہ سے کہ یہ فعل مذہب اسلام سے نفرت کا باعث ہو سکتا ہے"

"حقیقت یہ ایک شرارت ہے [illegible] افیمی صاحب جانتے ہین کہ [illegible] نظام مین ہندو اور مسلمان [illegible] ہین تو شیعہ اور سنی کیون نہ ہون۔ کوئی پوچھے کہ اب افیمی سینہ کوبی سے اسلام کو نقصان پہونچتا ہے یا یزیدی افعال کو؟ شاباش۔ کیون نہو۔

سنا ہے کہ کلکتہ مین افیمیون کی مردم شماری ہونے والی ہے۔ بنگال [illegible] کمیٹی نے افیم کے تاجرون کو ہدایت کی ہے کہ وہ افیمیون کا رجسٹر بنائین سکونت ولدیت قوم عمر مقدار افیون اوقات [illegible] کے علاوہ غالباً اس رجسٹر مین دیگر تفاصیل بھی ہونگے مثلاً کتنے دلرون کے بعد چڑھتے جاتے ہین۔ وہان کب تک بیٹھے ہین نفلہ کسقدر خارج ہوتا ہے۔ کھانسنے کی ضرورت ہوتی ہے یا نہین۔ قوت متخیلہ پر افیم کے استعمال سے کیا اثر ہوا۔ سنا ہے کہ [illegible] ہماری رائے ہے کہ اس مین بھی ایک ایسا رجسٹر تیار ہو۔ اور مدراس میل سے بھی اس رجسٹر مین [illegible] مقصد افیمی [illegible] سے ہین۔

المختصرات

ہمارے [illegible] صاحب کے [illegible] ہے [illegible] انگلستان مین [illegible] رہ گئے [illegible] کر [illegible] مفت کر جائے۔ [illegible] ہوگی [illegible]

[illegible] سلیقہ [illegible] پر پہونچ گیا۔

کچھ [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] عراق کے معاملات [illegible] کے واسطے تیار کیا گیا ہے [illegible] آغا ایرانی بچارے اکیلے تھے [illegible] آغا مین نہین یہ ممکن ہے کہ دعائے [illegible] پر قناعت فرمائین۔

"خدایا [illegible]"

غذائے روحانی

معدن النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی

ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کا غذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنا یا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کر زمانہ حال تک جس قدر اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

استاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار ہین جس قدر انکو دھرپد و ہوریان اس کتاب مین انسے نقل کی گئی ہین لطف یہ کہ گو آپ مر گئے ہے اور کرنے پر قادر ہین تو کتاب کے موز کو سمجھ لینے کے بعد جبکہ نہایت صفا اس کتاب مین لکھ دیے گئے ہی طرح ہر ایک گا سکتے ہین جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی باموزنم یاسارنگی سے وہ حال سکتے ہین انکے علاوہ دیگر اساتذہ کا سرمایہ آپکو اس کتاب مین ملیگا فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے حصہ دوم نہایت مقبول ہوا تمام ہندوستان کے اوستادون کا سرمایہ اس مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ

حصہ اول کی ... جلد محصول ڈاک ... خرید۔

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ